قرآن شناسی:

قرآن کریم کی تقسیمات پر ایک نظر

مولانا سید علی محمد نقوی

قرآن مجید کی اہمیت:

خدا کی کتابوں پر یقین اور یہ کہ قرآن پاک خدا کا کلام ہے اسلامی ایمان وعقیدے کی اساس کی حیثیت رکھتا ہے۔ ہر مسلمان کا عقیدہ ہے کہ خدا نے اپنی کتابیں اور وحی انبیاء پر بھیجیں۔ (سورہ۳: آیۃ۸۴) حضرت آدمؑ کو صحف، حضرت موسیٰؑ کو توریت، حضرت داؤدؑ کو زبور اور حضرت عیسیٰؑ کو انجیل ملی۔ یہ سب سچی آسمانی کتابیں تھیں لیکن زمانہ گزرنے کے ساتھ اصلی نسخے یا گم ہو گئے یا لوگوں کی تحریف کا شکار ہوئے۔ موجودہ توریت اور انجیل اصلی آسمانی کتابوں کی شکل میں باقی نہیں رہیں بلکہ ان میں اس قدر ترمیم ہوئی کہ انکا پہچاننا مشکل ہے۔ قرآن پاک آخری آسمانی کتاب ہے جو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر اتری اور یہ واحد وحی ہے جو اپنی اصلی شکل میں محفوظ ہے قرآن پاک پر یقین کرنا اسلامی عقیدے کی اساس ہے۔ جو قرآن پاک کے ایک ایک لفظ پر یقین نہیں رکھتا وہ مسلمان نہیں ہوسکتا ہے۔۔ تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ قرآن پاک جو اس وقت ہمارے سامنے ہے خدا کا کلام ہے۔ اس کا ایک ایک لفظ وحی کی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن کا احترام ہر مسلمان پر واجب ہے۔ اسے نجس کرنا یا نجس جگہ پر رکھنا یا اسے توہین کی غرض سے جلانا حرام ہے۔ کوئی آدمی بغیر شرعی طہارت کے اس کو چھو نہیں سکتا۔

تمام اسلامی اصول وعقائد، احکام وضوابط، اور اخلاق وہدایات کا سرچشمہ یہی قرآن ہے۔ قرآن پاک وہ حقیقی بنیاد ہے جس پر اسلام کی ساری عمارت قائم ہے۔ ہر موضوع و بحث پر آخری اور مکمل سند ہونے کی حیثیت سے یہ کہنا بالکل بجا ہوگا کہ قرآن پاک واحد مرجع ہے جس سے اسلام کی تمام تعلیمات اور اعمال ماخوذ ہیں۔ احادیث وسنت کی حیثیت قرآن کریم کی شرح وتفصیل کی ہے۔

قرآن پاک کے عناوین:

لفظ "قرآن" قرأ سے مشتق ایک اسم مصدر ہے جس کا مفہوم ابتدائی طور پر کچھ ایسی چیزیں ہیں جن کو ایک جگہ جمع کر دیا گیا ہو۔ اس کا مفہوم ایسی چیز بھی ہے جس کو پڑھا اور تلاوت کیا جائے۔ بعض مستند محققین کے مطابق قرآن کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں تمام علوم کے حاصل اور نتائج ایک جگہ پائے جاتے ہیں۔ قرآن کا مفہوم ایسی کتاب بھی ہے جو پڑھی جاتی ہے یا پڑھی جانی چاہئے۔ اسے الکتاب بھی کہا گیا ہے۔ (سورہ ۲ آیہ ۲) جو اس پیغمبرانہ حوالے پر مشتمل ہے کہ یہ کثرت سے تلاوت کی جانے والی اور کامل کتاب ہے۔ تیسرا نام الفرقان ہے (سورہ ۲۵: آیہ ۱) جس کا مفہوم ہے حق و ناحق کے درمیان تمیز کرنا۔ قرآن کریم کو الذکر یا التذکرہ (سورہ ۱۵ آیہ ۹؛ سورہ ۲۶ آیہ ۱۹۲) الوحی (سورہ ۳۹ آیہ ۲۳) الموعظۃ یعنی نصیحت (سورہ ۱۰ آیہ ۵۷)، الحکم یعنی انصاف کرنے والا (سورہ ۱۳ آیہ ۳۷:)، الحکمۃ یعنی عقل و دانش؛ الشفا یعنی شفا دینے والا (سورہ ۱۰ آیہ ۵۷)، الھدی یعنی ھدایت (سورہ ۱۷ آیہ ۸۲)، الرحمۃ (سورہ ۱۷ آیہ ۸۲:)، اور الروح (سورہ ۴۲ آیہ) کے ناموں سے بھی یاد کیا گیا ہے۔

نزول قرآن:

قرآن خدا کے کلام کی حیثیت سے رمضان کی شب قدر میں پہلے لوح محفوظ سے بیت المعمور پر پھر ۲۳ سال کی مدت میں تھوڑا تھوڑا کر کے حضرت جبرئیلؑ کے ذریعہ جناب رسول مقبول ﷺ پر نازل ہوا۔ (قرآن سورہ ۸۵: آیہ ۲۲، سورہ ۲۶ آیہ ۱۹۲؛ سورہ ۱۶ آیہ ۱۰۲،۲) قرآن میں خود اس کا تذکرہ موجود ہے کہ وہ رمضان کے مہینے میں شب قدر میں نازل ہوا۔ قرآن میں واضح الفاظ میں ارشاد ہے "رمضان ہی کا وہ مہینہ ہے جس میں قرآن پاک نازل ہوا (سورہ ۲ آیہ ۱۸۵) ایک مبارک رات میں (سورہ: ۴۴ آیہ ۳) یقیناً ہم نے

اسے شب قدر میں نازل کیا (سورہ ۹۷ آیہ ۱) شب قدر میں قرآن پاک کا نزول لوح محفوظ سے خدائی تنزیل کے طور پر سمجھا جاسکتا ہے یا یہ مطلب ہے کہ نزول کی ابتدا وہاں سے ہوئی۔

قرآن پاک کے نزول کا سلسلہ حضورﷺ کے تبلیغی مشن کی ابتدا ہی سے شروع ہوگیا۔ تاریخی لحاظ سے قرآن پاک رفتہ رفتہ (سورہ ۲۵ آیہ ۳۲) نازل ہوا۔ چھوٹے چھوٹے سورے اور بعض بڑے سورے مکمل طور پر ایک ہی وقت میں نازل ہوئے۔ مگر بڑے سورے زیادہ تر اور بعض چھوٹے چھوٹے سورے بھی کئی برسوں میں رفتہ رفتہ نازل ہوئے۔ پہلی وحی جو چند آیتوں پر مشتمل تھی غار حرا میں آپ پر نازل ہوئی۔ وحی کا یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا۔ اس طرح پوری مدت جس میں قرآن پاک نازل ہوا تئیس (۲۳) سال ہے۔ شروع شروع میں وحی آپ پر وقفہ سے اور چھوٹی چھوٹی آیتوں کی شکل میں اترتی تھی لیکن جیسے جیسے وقت گذرتا گیا اس کے حجم اور تواتر میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ آپ کی زندگی کے آخری دنوں میں نزول وحی تقریباً ایک سلسلہ وار چشمہ کی شکل اختیار کرگیا۔ یہ انداز ہمیں ایک اصول بتاتا ہے شروع شروع میں پیغام حق لوگوں کو تھوڑا تھوڑا کر کے پہونچایا جائے، جب بنیادی اصول پوری طرح گرفت میں آجائیں تو پھر لوگوں کے لئے یہ بات نسبتاً آسان ہوجاتی ہے کہ اس کی تعلیمات کو سمجھیں۔ اس کے بعد ہی مکمل نظام پیش کرنا چاہیے۔

قرآن جیسے جیسے نازل ہوتا تھا حضورﷺ کی نگرانی میں فوراً تحریری شکل میں آجاتا تھا۔ حضورﷺ کے کاتب حضرت زید بن ثابت اسے ٹھیک اسی طرح لکھ لیا کرتے تھے جس طرح آپ ان سے بیان کرتے۔ آنحضرت کے بہت سے صحابہ نے آیات کو حفظ کیا۔ حضور کی رحلت کے بعد سب سے پہلا کام جو حضرت علی علیہ السلام نے انجام دیا وہ ان تمام ضبط شدہ سوروں کو کتابی شکل میں جمع و تدوین کرنا تھا۔ زید بن ثابت نے بھی یہ فریضہ خلافت کے حسب ہدایت انجام دیا اور آخر کار قرآن کریم ایک کتابی شکل میں خلیفہ سوم کے عہد میں مختلف جگہوں میں بھیجا گیا۔ اس طرح دنیا کا کوئی نسخہ اپنی اصلی شکل میں اس انداز سے محفوظ نہیں رہا جس طرح قرآن پاک ہے۔

تاریخ تنزیل:

جہاں تک مختلف سوروں کے نزول کی تاریخ کا تعلق ہے، سب کے لئے کسی مخصوص سال کا تعین کرنا دشوار ہے۔ وسیع طور پر قرآن کریم کے سوروں کو تین حصوں میں تقسیم کیا جاسکتا ہے

(۱)۔وہ آیتیں یا سورے جو ابتدائی مکی مدت میں نازل ہوئے (بعثت کے بعد شروع کے پانچ سال)

(۲) وہ آیتیں یا سورے جو درمیانی مکی مدت (چھٹے سے دسواں سال تک) میں نازل ہوئے۔

(۳) وہ آیتیں یا سورے جو آخر کی مکی مدت میں نازل ہوئے (دس سے تیرہویں سال تک)

مدنی سوروں اور آیتوں کی تاریخ کی تعیین آسان ہے۔درج ذیل تاریخیں مختلف سوروں یا سوروں کے حصوں کے لئے تقریبی طور پر تعیین کی جاسکتی ہیں:

ابتدائی مکی مدت: ۶۰ سورے: ۱، ۱۷-۲۱، ۵۰-۵۶_۶۷-۱۰۹، ۱۱۱-۱۱۴

درمیانی مکی مدت: ۱۷سورے: ۲۹-۳۲، ۳۴-۴۶

بعد کی مکی مدت: ۱۵سورے: ۶، ۷، ۱۰،-۱۶، ۲۲، ۲۳، ۲۵-۲۸

ہجرت کے بعد مدنی سورے:

پہلا۔دوسرا سال: ۶ سورے۲، ۸، ۴۷، ۶۱، ۶۲، ۶۴

تیسرا چوتھا سال ۳سورے۳، ۵۸، ۵۹

پانچویں سے آٹھواں سال: ۹ سورے ۴، ۵، ۲۴، ۳۳، ۴۸، ۵۷، ۶۰، ۶۳، ۶۵

نویں سے دسواں سال: ۴سورے۹، ۴۹، ۶۶، ۱۱۰

سورہ ۹۶ کی پانچ ابتدائی آیتیں بلاشبہ اولین وحی ہیں جن کے بعد سورہ نمبر ۷۴ کا پہلا حصہ نازل ہوا جس کے بعد دوبارہ گمان غالب کے مطابق پہلا سورہ آیا۔اس کے بعد سورہ نمبر ۷۳ اترا۔اس سے آگے یقینی اور قابل قبول ترتیب قائم کرنا ناممکن ہے۔تاریخی ترتیب قائم کرنے کی ساری کوششیں غیر اطمینان بخش رہی ہیں۔روڈول (Rodwell) جیسے مستشرق کی ساری تاریخی ترتیب غیر مستند روایات اور قیاس پر مبنی ہیں۔

ترتیب قرآن:

ترتیب میں مکی سورے اور مدنی سورے باہم ملا دیے گئے ہیں۔اس طرح قرآن پاک مکی سورے ''فاتحہ'' سے کھلتا ہے جس کے بعد چار سورے ہیں جو مدینے میں اترے پھر باری باری سے مکی اور مدنی سورے آتے ہیں۔البقرہ جیسے سورے کی بعض آیات ابتدائی ،بعض درمیانی اور بعض بعد کی ہیں یہ سب ایک جگہ جمع کردی گئی ہیں۔

مسلمانوں کے تمام فرقوں کا اس بات پر یقین ہے کہ قرآن پاک میں ایک حرف کا بھی حذف و اضافہ نہیں ہوا ہے اور یہ کہ پوری کتاب مکمل وحی الٰہی پر مشتمل ہے جو ہمارے پیغمبر حضرت محمد ﷺ پر اتری۔ لیکن کیا موجودہ ترتیب نزولی ترتیب کے مطابق ہے یا نہیں، اس سلسلے میں دو نقطہ نظر ہو گئے ہیں۔ پہلا نقطہ نظر یہ ہے کہ قرآن پاک شروع سے ایک کتاب کی حیثیت رکھتا ہے اور یہ مکمل نہیں ہو سکتا تھا جب تک کہ آخری آیت نہ اتری ہو۔ پیغمبر کے دور میں بھی ترتیب کی کوئی نہ کوئی شکل ضرور رہی ہوگی۔ اس امر کی داخلی اور خارجی شہادتیں موجود ہیں کہ ہر آیت، آیت کا ہر حصہ اور ہر وہ سورہ جو نازل ہوا اس کتاب میں اپنا ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ ان کے نزدیک قرآن کی مندرجہ ذیل آیات اس نقطہ نظر کی تائید کرتی ہیں کہ قرآن ایک مرتب شکل میں موجود تھا:

"جو لوگ اس پر یقین نہیں رکھتے کہتے ہیں کہ قرآن اایک دم سے پورا کا پورا کیوں نہیں اترا"

دوسری آیت جو یہ واضح کرتی ہے کہ کتاب کی جمع و تدوین خدائی منصوبہ کے مطابق ہے یہ آیت ہے: "بلاشبہ ہمارے ذمہ ہے اس کا محفوظ رکھنا اور اس کا پڑھانا" (سورہ ۷۵ آیہ ۱۷)

دوسری باوزن دلیل یہ ہے کہ اگر آیات اور سوروں کی ترتیب کا وجود نہ ہوتا تو ان کا عام نمازوں اور عبادتوں میں تلاوت کرنا یا ان کو ازبر کرنا ممکن نہ ہوتا۔ امام کے ذریعہ کسی آیت کے موقع و محل میں معمولی سی تبدیلی سامعین کو فوراً تصحیح کرنے کی دعوت دیتی۔ اگر ایک معلوم اور جانی پہچانی ترتیب موجود نہ ہوتی تو بہت سے صحابہ کا قرآن پاک کو حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا ممکن نہ ہوتا۔ پیغمبر اپنے صحابہ کو یا صحابہ خود آپس میں ایک دوسرے کو قرآن پاک نہیں سکھا سکتے تھے نہ ہی وہ یا اور کوئی امامت کے فرائض انجام دے سکتا تھا۔ دوسرا نقطہ نظر یہ ہے کہ تاریخی طور پر اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ موجودہ ترتیب قرآن ترتیب نزول کے مطابق نہیں، نیز یہ کہ تمام صحابہ کی ترتیب ایک ہی نہ تھی۔ اس بات کے واضح تاریخی ثبوت موجود ہیں کہ صحابہ کی ترتیب میں اختلاف تھا اور یہ کہ مکی اور مدنی آیتیں باہم ملا دی گئی ہیں۔ ان کے نزدیک مندرجہ بالا پہلی آیت تو صرف یہ ثابت کرتی ہے کہ لوح محفوظ میں قرآن ایک کتابی شکل میں موجود ہے۔ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ موجودہ ترتیب اسی ترتیب کے مطابق ہے۔ دوسری آیت سے یہ ضرور ثابت ہوتا ہے کہ ترتیب بدل جانے سے قرآن کے کتاب ہدایت ہونے کے مقصد پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لیکن اس سے بھی یہ ثابت نہیں ہوتا کہ

موجودہ ترتیب، ترتیب نزول کے مطابق یا آسمانی ہے۔اس بات سے کہ آیات اور سورے نمازوں میں پڑھے جاتے تھے یہ تو واضح ہوتا ہے کہ بہت سے سورے مکمل طور پر موجود تھے مگر اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ پورا قرآن موجودہ ترتیب کے مطابق ترتیب شدہ موجود تھا۔ایسا لگتا ہے کہ جب کوئی آیت یا سورہ پیغمبر پر اترا آنحضرت نے اس کی تلاوت کی تو صحابہ نے اس کو مجموعہ کی شکل میں ضبط کر لیا۔چھوٹے اور متوسط بیشتر سورے جو لگاتار نازل ہوئے مکمل شکل میں لکھے گئے۔ یہ سورے قرآن کے بڑے حصے پر حاوی ہیں یہی سورے عام طور سے نمازوں میں پڑھے جاتے ہیں۔صحابہ نے ان کو اور آیات کے مجموعوں کو ازبر کیا قرآن پاک کہتا ہے کہ "خدا ہی نے قرآن پاک کو نازل کیا اور وہی اس کا محافظ ہے"۔ اس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ ترتیب خدائی منصوبہ کے خلاف نہیں ہے۔اس کا سبب یہ ہے کہ قرآن میں ہدایت اور رہنمائی کی بنیادی اکائی ایک آیت یا آیات کا ایک مجموعہ ہے۔ سورہ صرف ایک عنوان کا نام ہے جس کے تحت آیتیں لکھی گئیں ہیں۔ اسی لئے حضرات صحابہ جیسے حضرت علیؓ اور عبداللہ بن مسعود نے جمع وتدوین کی اس ترتیب کو تسلیم کیا اور خود اپنی ترتیب پیش کرنے پر اصرار نہیں کیا۔

تقسیمات قرآن:

قرآن پاک ۱۱۴ سوروں پر مشتمل ہے جو سورے آنحضرت ﷺ کی ہجرت سے پہلے نازل ہوئے ان کو " مکی" سورہ کہا جاتا ہے اور جو بعد کی مدت میں نازل ہوئیں ان کو "مدنی" سورہ کہا جاتا ہے۔سورے مختلف حجم کے ہیں سب سے طویل سورہ البقرہ ہے جو ۲۸۶ آیتوں پر مشتمل ہے اور سب سے چھوٹا سورہ الکوثر ہے جو تین آیتوں پر مشتمل ہے۔

قرآن پاک میں آیتوں کی کل تعداد ۶۲۳۶ یا ۶۲۴۷ یا ۶۳۶۰ ہے۔تعداد میں اختلاف کا سبب یہ ہے کہ بعض نے بسم اللہ کو ہر سورے کا جزء سمجھا ہے، بعض نے صرف پہلے سورے کا۔بعض نے لمبی آیتوں کو دو حصوں میں منقسم کر کے دُ سمجھا ہے، بعض نے ایک ہی۔مختلف علمی مرکزوں میں بھی آیات کی تعداد کے سلسلے میں معمولی اختلاف موجود ہے۔کوفہ کے قارئین ان کی تعداد ۶۲۳۹ بتاتے ہیں، شام کے ۶۲۲۵، مکہ کے ۶۲۱۹، مدینہ کے ۶۲۱۱ لیکن یہ شمار کرنے کا اختلاف ہے کچھ قاری کسی

آیت کے خاتمہ پر نشان لگاتے ہیں دوسرے لوگ نشان نہیں لگاتے ہیں۔

قرآن پاک تیس (۳۰) مساوی حصوں میں بھی تقسیم ہوا ہے جن کو "پارہ" یا "جزء" سے تعبیر کیا جاتا ہے پھر ہر پارہ چار ضمنی حصوں میں تقسیم ہوا ہے۔ قرآن پاک کی دوسری تقسیم منزل اور رکوع کی شکل میں ہے۔ آخر کے ۳۵ سوروں کو چھوڑ کر باقی سارے سورے "رکوعوں" میں تقسیم ہوئے ہیں۔ ہر "رکوع" میں عموماً ایک موضوع سے بحث ہوتی ہے اور مختلف رکوع آپس میں ایک دوسرے سے وابستہ ہوتے ہیں۔ ہر رکوع چند آیتوں پر مشتمل ہوتا ہے۔ اس کا مقصد بھی تلاوت میں سہولت ہے۔ پاروں اور رکوعوں کا تعلق ہمیشہ قرآن پاک کے موضوعات سے نہیں ہے مزید برآں قرآن کے تیس پاروں یا جز میں تقسیم کا اشارہ آنحضرت ﷺ کے ارشادات میں نہیں ملتا۔ یہ قاریوں کی بنائی قسمیں ہیں تا کہ قرآن پاک کی تلاوت میں لوگوں کو سہولت ہو۔

موضوعی تقسیم:

جیسا کہ ذکر ہوا قرآن کریم کی پاروں، اور رکوعوں میں تقسیم موضوع کے لحاظ سے نہیں بلکہ تلاوت میں آسانی کے پیش نظر کی گئی ہے۔ سوروں کے عنوان آسمانی ہیں۔ یہ ایک عنوان ہے جس کے تحت آیات جمع کی گئی ہیں۔ بہت سی صورتوں میں سورہ ایک ہی موضوع یا محور پر مشتمل ہے مگر ہمیشہ ایسا نہیں ہے۔

قرآن پاک کے موضوع کا مطالعہ کرتے وقت ہم اس نتیجے پر پہنچتے ہیں کہ تقسیم کی دو مزید صورتیں ہیں جن پر اب تک تفصیلی بحث نہیں ہوئی اور ضرورت ہے کہ ان کا تعارف کرایا جائے۔ جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا کہ پاروں اور رکوعوں کی تقسیم علمای قرائت اور قاریوں نے قراءت میں سہولت کے پیش نظر کی ہے تو کوئی حرج نہیں اگر درک مفاہیم میں سہولت کی خاطر "مفہومی تقسیم" بھی کی جائے۔ موضوع کے لحاظ سے ہر سورہ چند موضوعاتی اکائیوں، (unit) یا ایسے مجموعے پر مشتمل ہوتا ہے جسے ایک واحد اور مکمل بالذات مفہومی مجموعہ سمجھا جا سکتا ہے۔ کبھی تو یہ یونٹ ایک یا چند آیتوں پر مشتمل ہوتا ہے، کبھی بہت سی آیتوں کا مجموعہ ہوتا ہے، کبھی پورے سورے پر بھی مشتمل ہو سکتا ہے۔ عام

طور پر ہر سورہ چند مفاہیمی واحد یا یونٹ پر مشتمل ہوتا ہے، ہر مفہومی واحد جس کو ہم رکوع کہہ سکتے ہیں چند آیات پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر آیت اپنے اندر ہدایت کے ایک یا کئی نکتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ بسا اوقات آیت کے چند جزء ہوتے ہیں اور ہر جزء کسی ہدایت یا اصول کو بیان کرتا ہے۔ ۔قرآن پاک کے معنیٰ و مفہوم کی وضاحت کرتے ہوئے یہ بات بڑی اہمیت کی ہے کہ ہم آیتوں کے ان حصوں میں تمیز کرسکیں۔اس طرح قرآن کریم کی مفہومی تقسیمات یوں ہوسکتی ہیں:

۱۔سورے

۲۔رکوع یا منازل: سوروں کے اندر مفہومی واحد یا یونٹ

۳۔آیات

۴۔ہدایات: آیات کے مفہومی اجزاء اور ہدایات اور اصول اس طرح موضوع یا مضمون کے لحاظ سے قرآن پاک ۱۱۴سوروں پر مشتمل ہے۔ ہر سورہ منازل اور رکوع پر مشتمل ہوتا ہے۔ ہر رکوع چند آیتوں پر مشتمل ہوتا ہے اور ہر آیت کچھ ہدایتوں پر مشتمل ہوتی ہے۔ یہ تقسیم قرآن پاک کے مفہوم و معنیٰ کا پتہ لگانے اور اس کی تحلیل و تجزیہ کرنے کے لئے ایک اچھا طریقہ کار ہوسکتی ہے۔

قرآن پاک کی دوسری تقسیم مکی اور مدنی وحی سے وابستہ ہے۔ تیئیس ۲۳ سال کی مدت میں سے جس میں پوری کتاب کے نزول کا سلسلہ پھیلا ہوا ہے۔ تیرہ سال تو آنحضرتؐ کے مکہ میں اور دس سال آپ کے مدینہ میں گذرے، ۹۳ سورتیں مکہ میں اور ۲۱ مدینے میں نازل ہوئیں لیکن ایکسو دسواں (۱۱۰) سورہ جو مدینے میں آپ کی مدت قیام سے وابستہ ہے مکہ میں مشہور حجۃ الوداع کے دوران نازل ہوا۔

☆